بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فکر و نظر

۱۶ دسمبر

جمہوریت پرستوں کی طرف سے، ملکِ عزیز میں بحالیٔ جمہوریت کا جس بیتابی سے انتظار ہو رہا ہے، اس کے پیشِ نظر یوں معلوم ہوتا ہے کہ اہلیانِ پاکستان، جو اس کے قیام سے لے کر اب تک تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں، یکم جنوری ۸۶ء کے سورج کی ابتدائی کرنوں کی روشنی میں اچانک اپنی منزلِ مقصود کو اپنے سامنے دیکھیں گے اور پلک جھپکتے میں ان کے دینی، سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی اور جغرافیائی سبھی مسائل حل ہو جائیں گے ——— یہ الگ بات ہے کہ علمبردارانِ جمہوریت کو خود بحالیٔ جمہوریت ہی پر اطمینان حاصل نہ ہو۔ یعنی جمہوریت مل جانے کے باوجود جمہوریت ہی انہیں نصیب نہ ہو اور منتخب حکومت ہی منتخب کہلانے کی حقدار نہ ہو ——— وجہ یہ کہ ان کے نزدیک "آسمانی صحیفہ" اور "منزّل من اللہ" ۱۹۷۳ء کے دستور کی کسی "آیت" کی رُو سے غیر جماعتی انتخابات، ملکِ عزیز کو "اسلامی جمہوریہ پاکستان" بنا دینے کی راہ میں بری طرح حائل ہیں۔ اور جس طرح کوئی شخص کلمہ پڑھے بغیر مسلمان نہیں ہو سکتا، اسی طرح پاکستان کی کوئی حکومت ۱۹۷۳ء کے دستور کو من و عن نافذ کئے بغیر ان کی نظر میں مسلمان نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ :

بزرگ سیاستدان جناب، نواب زادہ نصر اللہ خان سے جب ضیاء، راجیو مذاکرات، شملہ معاہدہ، سیاچین گلیشیئر، ایٹمی ہتھیاروں اور دیگر سرحدی حالات ایسے اہم مسائل سے متعلق استفسار کیا گیا، تو یہ تمام مسائل انہیں ایک آنکھ نہ بھائے اور بڑی شانِ بے نیازی سے انہوں نے فرمایا کہ :

"مسائل منتخب حکومتیں ہی حل کر سکتی ہیں!"

جبکہ راؤ رشید صاحب کا متوقع بحالیٔ جمہوریت پر تبصرہ یوں ہے کہ:

"مارشل لاء ختم نہیں ہوگا (البتہ) عوام کی خوش فہمی ختم ہوجائے گی!"

جتوئی صاحب نے ارشاد کیا ہے کہ:

"مارشل لاء کو، کالا برقع تبدیل کرکے، سفید برقع پہنا دیا جائے گا۔"

اور جہانگیر بدر صاحب فرماتے ہیں کہ:

"مارشل لاء کے خاتمے کا اعلان دھوکہ دینے کی کوشش ہوگی!"

—— مارشل لاء کے خاتمہ اور بحالیٔ جمہوریت سے متعلق یہ تمام بیانات ۱۶ دسمبر کے روزنامہ جنگ میں شائع ہوئے ہیں۔ اس کے باوجود یہی روزنامہ "آزادی کی اس نیلم پری" (جمہوریت) کے انتظار میں ایک ایک دن گن گن کے کاٹ رہا ہے اور ہر نئی طلوع ہونے والی صبح کے ساتھ ہی عوام کو یہ "خوشخبری" دینا ضروری خیال کرتا ہے کہ:

"صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور وزیرِ اعظم جونیجو کے اعلان کے مطابق مارشل لاء ختم ہونے میں اب زیادہ سے زیادہ ...... دن باقی رہ گئے ہیں۔ پوری قوم کو یہ دن صبر و تحمل کے ساتھ گزار کر ملک میں بحالیٔ جمہوریت کی راہ ہموار کرنی چاہیئے!"

طرفہ یہ کہ یہی صدر صاحب، یہی جمہوریت مدتوں سے بحال کر چکے اور خود وزیرِ اعظم جونیجو بطورِ ثبوت اسی بحالیٔ جمہوریت کی پیداوار ہیں —— چنانچہ ۱۶ دسمبر ہی کے "جنگ" میں صدر صاحب کا یہ بیان بھی موجود ہے کہ:

"مارشل لاء اٹھنے کے بعد بھی سورج مشرق سے ہی طلوع ہوگا (یعنی مغرب سے طلوع ہوکر قیامت نہیں آجائے گی)، پاکستان میں عوامی ادارے مارشل لاء اٹھنے سے قبل بھی کام کر رہے ہیں، پھر بھی کام کرتے رہیں گے۔ مارشل لاء کے بعد کوئی بڑی تبدیلی نہیں ہوگی۔"

—— شاید یہی وجہ ہے کہ سیاستدانوں کے نزدیک یہ سب فراڈ ہے اور ان کو یقین ہے کہ مارشل لاء جائے گا اور نہ جمہوریت ہی بحال ہوگی —— کیونکہ جب تک سورج مغرب سے طلوع ہوکر قیامت نہ آجائے، جمہوریت بحال ہو بھی کیسے سکتی ہے؟

—— آہ ع

ہوتا ہے شب و روز تماشہ مرے آگے

قیامِ پاکستان کو اڑتیس برس گزر گئے۔ لیکن ہمارے یہ راہنما ابھی تک طرزِ حکومت کی تلاش میں سرگرداں، اس کی ابتدائی منزلوں سے گزر رہے ہیں —— حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ طرزِ حکومت نہیں، بلکہ حکومت کی تلاش میں ہیں۔ اور ان کی انہی "مساعیٔ جمیلہ" کی بدولت پاکستان دو لخت ہوا —— ۱۶ دسمبر ہی وہ دن ہے، جب سقوطِ ڈھاکہ کا المیہ رونما ہوا۔ اور اب بچا کھچا پاکستان بے شمار سلگتے مسائل کے جہنم کی زد میں ہے۔ لیکن بیہوشیوں کو کس قدر ہوش آیا ہے، ۱۶ دسمبر ہی کا اخبار اس پر شاہدِ عادل ہے!

—— آج سے ٹھیک پندرہ سال قبل بھی جمہوریت بحال ہوئی تھی، اور آج بھی جمہوریت بحال ہو رہی ہے —— اُس وقت بھی اقتدار کی جنگ جاری تھی، آج بھی اقتدار کی یہ جنگ جاری ہے —— اُس وقت بھی "اُدھر تم اِدھر ہم" کا نعرہ لگا تھا اور قیامتیں گزر گئی تھیں، آج بھی یہ لوگ حکومت کی سٹیج پر ایک واضح تبدیلی کے خواہاں ہیں، اور بظاہر اس وقت تک مطمئن ہوتے نظر نہیں آتے، جب تک تختِ حکومت پر خود متمکن نہیں ہو جاتے۔ خواہ اس کی خاطر قیامتیں دوبارہ ہی کیوں نہ ٹوٹ پڑیں۔ اس لیے کہ انہیں تو بس اقتدار سے غرض ہے، ملک رہے یا نہ رہے، ان کی بلا سے! —— اب یہ سوچنا اہلِ فکر و نظر کا کام ہے کہ خدانخواستہ، تاریخ کہیں اپنے آپ کو دوہرا تو نہیں رہی!

ان تمام مصائب کا واحد حل تو یہ تھا کہ ہر طرف سے کٹ کر صرف اور صرف اسلام کے دامنِ عافیت میں پناہ لے لی جاتی، لیکن ستم تو یہی ہے کہ اسلام ہی نہ حکومت کو عزیز ہے اور نہ سیاستدانوں کو، البتہ نعرہ کی حد تک اس کی افادیت سے کسی کو انکار نہیں! —— جہاں تک حکومت کا تعلق ہے، تو وہ چونکہ اس سے کافی فائدہ اٹھا چکی، اس لیے اُسے اب اِس نعرہ کی بھی ضرورت نہیں رہی، چنانچہ مارشل لاء اٹھنے کے بعد اب صرف اور صرف جمہوریت بحال ہو رہی ہے، اور اس کے ساتھ "اسلامی" کا دم چھلا لگانے کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

جبکہ سیاستدانوں کا معاملہ ذرا مختلف ہے۔ ان کی روح تو جمہوریت میں اٹکی

ہوئی ہے، لیکن عوام کی ہمدردیاں حاصل کئے بغیر انہیں اس سے مطلوبہ فوائد حاصل نہیں ہو سکتے۔ جبکہ عوام کو صرف اسلام کے نام پرانگیخت کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انہیں اس نعرہ کی ابھی ضرورت ہے۔ لہٰذا وہ جمہوریت کو مسلمان بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں ——— اور کچھ عرصہ سے ان کی تمنّائیں اس قدر جوان ہو چکی ہیں کہ وہ "اسلام میں سیاسی جماعتوں کے وجود" کی سند خلافتِ راشدہ کے دَور سے لانے کے درپے ہو گئے ہیں۔ حالانکہ اسلام جس طرح اپنی طرز کا واحد نظام ہے اور اسے دنیا کے دیگر خود ساختہ نظاموں سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے۔ اسی طرح جمہوریت کے لازمہ انتشار و افتراق سے بھی وہ قطعی بیزار ہے!

آئندہ صفحات میں مدیرِ محدث کا ایک انٹرویو شائع کیا جا رہا ہے، جس میں انہوں نے "اسلام میں سیاسی جماعتوں کے وجود" اور دیگر اسی قسم کے مسائل پر اس انداز سے روشنی ڈالی ہے کہ اسلام اور جمہوریت کا فرق واضح ہو کر سامنے آجاتا ہے ——— لَعَلَّ فِيهِ كِفَايَةً لِّمَنْ لَّهُ دِرَايَةٌ

(اکرام اللہ ساجد)

مسلم پرسنل لاء نمبر

مسلم پرسنل لاء کیا ہے؟ شرعاً اسکی کیا اہمیت ہے؟ عصرِ حاضر میں اسکی اہمیت میں کیوں اضافہ ہوا ہے؟ حکومت اس سلسلہ میں کیا قدم اٹھا رہی ہے اور مسلمان اس سے کس طرح متأثر ہو رہے ہیں۔ مستقبل میں کیا اندیشے ہیں؟

اس موضوع پر اہلِ علم کے گرانقدر مقالات کیلئے دیکھئے

ماہنامہ دارالعلوم کا مسلم پرسنل لاء نمبر

جو مارچ ۸۶ء میں منظرِ عام پر آرہا ہے!